٦ کہانیاں رہیں نہ کردار

شاہد لطیف

جان پہچان

شاہد لطیف شیخ ۲؍ مارچ ۱۹۵۹ کو بھساول، ضلع جلگاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بہادر شاہ ظفر اُردو ہائی اسکول، بھساول سے مکمل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کی غرض سے انھوں نے ممبئی کا رُخ کیا اور نیشنل کالج، باندرہ سے بی کام کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے والد سیفؔ بھساولی معروف شاعر تھے لہٰذا مشاعروں اور شعرا کی ضیافت کے ماحول نے شاہد لطیف کی عمدہ ذہنی تربیت کی اور انھیں ادب کا شعور بخشا۔ ۱۹۸۹ء میں وہ روزنامہ 'انقلاب' سے جونیئر سب ایڈیٹر کی حیثیت سے وابستہ ہوئے اور سینئر سب ایڈیٹر اور فیچر ایڈیٹر کے عہدوں تک ترقی حاصل کی۔ ۲۰۰۴ء میں انھیں ادارت کی ذمے داری سونپی گئی جو تا حال جاری ہے۔ صحافت کے سلسلے میں انھوں نے امریکہ، برطانیہ، عمان، قطر، روس، سعودی عرب، ملیشیا، جاپان اور ویتنام کے سفر بھی کیے ہیں۔ ان کا ایک شعری مجموعہ 'جہات' شائع ہو چکا ہے۔

''کسی زمانے میں ایک بادشاہ تھا۔''...

''کسی گاؤں میں ایک بڑھیا رہتی تھی۔''...

''کسی جنگل میں ایک لومڑی تھی جس کی چالاکی دور دور تک مشہور تھی۔''...

''پرانے زمانے میں ایک چغل خور وزیر تھا۔''...وغیرہ

زمانۂ قدیم سے لے کر چند دہائی پہلے تک، گھروں کے بچے ایسی کہانیاں سنتے سنتے ہی نیند کی آغوش میں پہنچتے اور پھر دوسرے دن موقع پا کر دریافت کرتے تھے کہ ''پھر اس بادشاہ کا، اُس لومڑی کا، اُس وزیر کا اور اُس بڑھیا کا کیا انجام ہوا؟'' حقیقت یہ ہے کہ کہانیاں بچوں کے ذہنوں پر گہرا اثر ڈالتی تھیں اس لیے کہانیاں لکھی گئیں، کہانیاں پڑھی گئیں، کہانیاں سنائی گئیں؛ کہانیوں نے سینہ بہ سینہ سفر کیا، کہانیاں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئیں؛ کہانیاں فلم کے قالب میں ڈھلیں اور کہانیاں مختلف کرداروں کے ذریعے اسٹیج پر بیان کی گئیں۔ کہانیوں کی غیر معمولی طاقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہوتیں مگر حقیقت سے عاری بھی نہیں ہوتیں۔ ان سے ذہنوں پر مرتب ہونے والے اثرات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ کہانیوں ہی نے کتنوں کو بہادر بنایا، کتنوں کو ایمان داری سکھائی، کتنوں میں عدل و انصاف کا مادّہ پیدا کیا، کتنوں کی قوتِ تخیل میں اضافہ کیا اور کتنوں کی شخصیت میں وہ اوصاف پیدا کیے جن کا ایک زمانہ معترف ہوا۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم لوگ دنیاداری میں مبتلا ہونے کے بعد کہانیوں اور اُن کی طاقت کو بھول گئے ہیں۔ ٹی وی سیریلوں کی 'ساس بہو' کے جھگڑوں میں اُلجھ گئے ہیں۔ بہت کم لوگ ہوں گے جنھیں وہ کسان یاد ہوگا جس کے سات بیٹے آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ جنھیں کسان نے سات لکڑیوں کا گٹھا توڑنے کے لیے کہا تھا۔ اتحاد کی ضرورت کل سے زیادہ آج ہے مگر وہ کہانی جو اتحاد کا سبق دیتی تھی، بھلا دی گئی ہے۔ یاد رہتی تو ممکن تھا کہ اتحاد عنقا نہ ہو جاتا۔

مرکزی دھارے میں رہنے کی ضرورت برسوں کے تغافل کے بعد آج زیادہ محسوس کی جا رہی ہے کیونکہ لوگ باگ وہ کہانی بھول گئے ہیں جس میں مرغی کے بچے ساتھ ساتھ رہتے تھے سوائے ایک بچے کے جسے چیل اُٹھا کر لے گئی تھی۔ ہمیں تو وہ دفینے بھی یاد

نہیں جن میں سیکڑوں اشرفیاں ہوتی تھیں۔ ایک کہانی میں بتایا گیا تھا کہ دفینے کی تلاش میں بہتوں نے اپنا وقت گنوایا مگر وہ اُس فقیر کے ہاتھ لگا جس نے کبھی ایک اشرفی کی بھی تمنا نہیں کی تھی۔

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ مَیں آج یہ کون سا موضوع لے کر بیٹھ گیا۔ آپ ٹھیک سوچ رہے ہیں اس لیے کہ ہماری آپ کی زندگیوں میں کہانیوں کی جگہ نہیں رہ گئی ہے۔ نہ کہانیاں پڑھی جاتی ہیں نہ سنی جاتی ہیں، نہ ان سے استفادہ کیا جاتا ہے جبکہ بچپن میں سنی اور پڑھی جانے والی کہانیوں نے لوگوں کی زندگیاں بدلی ہیں اور انھیں مقصدِ حیات عطا کیا ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کہانیاں وقت گزاری کا ذریعہ تھیں یا بچوں کو سلانے کے لیے سنائی جاتی تھیں، وہ غلط نہیں تھے مگر مشہور شخصیات کی سوانح پڑھ لیجیے، درجنوں مثالیں مل جائیں گی کہ ان پر بچپن کی کسی کہانی کا اثر سب سے زیادہ رہا۔ بچوں کی قوتِ متخیّلہ کو کیوں فراموش کیا جائے۔ ایک سندباد جہازی کا کردار کہانی سننے والے ہر بچے کے ذہن میں مختلف ہوتا تھا۔ ایک الہ دین کا کردار ہر بچے کو مختلف انداز میں متاثر کرتا تھا۔ آئیے، اسے ایک مثال کے ذریعے سمجھیں۔

دو ایسے طالب علموں کو بلائیے جو ڈرائنگ میں اچھے ہوں۔ اُن سے کہیے کہ وہ الہٰ دین کی تصویر بنائیں۔ آپ دیکھیں گے کہ دونوں کی بنائی ہوئی تصویریں ایک دوسرے سے بہت الگ ہیں۔ اب لوٹ کر آج کے ٹی وی زدہ دَور میں آئیے اور محسوس کیجیے کہ ایک ٹی وی سیریل الہٰ دین کا کردار ایک اداکار کے ذریعے پیش کر رہا ہے۔ اب اُنھی دو طلبہ سے کہیے الہٰ دین کی تصویر بنانے کے لیے۔ وہ دونوں ایک جیسی تصویر پیش کریں گے۔

اخلاقی اور تہذیبی قدروں کے علاوہ یہ بھی ایک نقصان ہے جسے محسوس کیا جانا چاہیے۔ آج کے دور میں اگر کہانیاں بچوں تک پہنچتی بھی ہیں تو وہ ایک اداکار میں ڈھل کر پہنچتی ہیں۔ بچوں کو سوچنے، سمجھنے اور غور کرنے کا موقع نہیں دیتیں۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ بچے اپنے تصور اور تخیل کے مطابق کسی کردار کو ڈھالیں، ان کے سامنے اداکار کے بھیس میں وہ کردار موجود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دَور کی سب سے مقبول کہانی جو اپنے مرکزی کردار کے حوالے سے پوری دنیا میں مشہور ہے، وہ ہیری پوٹر سیریز ہے۔ ملاحظہ کیجیے تصور و تخیل کا یہ نقصان، لاکھوں نہیں کروڑوں بچوں کے ذہن میں ہیری پوٹر کی ایک ہی تصویر ہے جبکہ کل تک ہزار بچوں کے ہزار ذہنوں میں ایک الگ الہ دین ہوتا تھا۔

تو صاحبو! کہانیوں کی اپنی اہمیت ہے جس سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔ آج کل شہر شہر، قریہ قریہ جو ماحول ہے کہ چوری، ڈکیتی، قتل و غارت گری اور ایسے ہی دیگر جرائم عام ہیں تو اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ بچپن میں جو ذہن بنتا ہے، وہ بن نہیں پا رہا ہے۔ وہ اس لیے نہیں بن پا رہا ہے کہ مذہب سے دوری ماحول میں رچ بس گئی ہے اور بچوں میں ایک عظیم کردار کی داغ بیل ڈالنے والی کہانیوں کو ہم نے خیر باد کہہ دیا ہے جن میں نصیحت ہوتی تھی، سبق ہوتا تھا، عبرت ہوتی تھی۔ اس طرح یہ کہانیاں اپنے دامن میں بہت طاقتور اصلاحی پہلو لیے ہوتی تھیں۔ اب آپ ان تمام جرائم سے خوف زدہ بھی ہیں اور ان سے جیسے تیسے لڑ بھی رہے ہیں مگر گھر کا ماحول اور درس گاہوں کا ماحول ٹھیک کرنے کی فکر کسی کو نہیں ہے۔ بیرونی ملکوں میں 'اسٹوری ٹیلنگ سیشن' ہوتے ہیں، ہم چاہیں تو قصے کہانیاں سننے سنانے کے لیے اپنے دیسی طرز کو دوبارہ زندگی عطا کر سکتے ہیں۔ دادی امّاں کا جیتا جاگتا کردار ایک بار پھر گھروں کے ماحول کو جگمگا سکتا ہے بہ شرطے کہ اس کی فکر کی جائے۔

مشقی سرگرمیاں

* ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ کہانیاں بچوں کے ذہنوں پر گہرا اثر ڈالتی ہیں، اس حقیقت کے بارے میں مصنف کی رائے لکھیے۔

۲۔ کہانیوں کی خوبیاں اور فوائد بیان کیجیے۔

۳۔ ان کہانیوں کا تذکرہ کیجیے جنھیں لوگ بھول گئے ہیں۔

۴۔ لوگوں کی زندگیوں پر کہانیوں کے ذریعے مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ لیجیے۔

۵۔ بچوں کی قوتِ متخیّلہ کو کہانیوں کے ذریعے فروغ حاصل ہوا، اس بات کو ثابت کرنے کے لیے مصنف کے ذریعے پیش کی گئی مثال بیان کیجیے۔

* ذیل کی سرگرمیاں ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ کہانیوں کے تاثر کو دور تک پہنچانے کے جن طریقوں کو اپنایا گیا، انھیں تحریر کیجیے۔

۲۔ ''ہم نے کہانیوں کو بھلا دیا ہے۔'' وجہ تحریر کیجیے۔

۳۔ 'مرغی کے نرالے بچے' کی کہانی کو جس مسئلے سے مربوط کیا گیا ہے، اسے اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

۴۔ اپنی کہانیوں کے کرداروں کو نہ پہچاننے کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کی وضاحت کیجیے۔

۵۔ کہانی سنانے کے جلسوں سے ہونے والے فائدے بیان کیجیے۔

۶۔ بچوں کا ذہن نہ بن پانے کی وجوہات بیان کیجیے۔

سرگرمی/منصوبہ

۱۔ مضمون میں جن کہانیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، اُنھیں تلاش کر کے لکھیے اور ان پر تبصرہ کیجیے۔

۲۔ مولانا الطاف حسین حالؔی کی نظم 'بڑھیا کا دِیا' تلاش کر کے پڑھیے۔ نقل کیجیے اور اس نظم کی مدد سے کہانی لکھ کر نتیجہ بیان کیجیے۔